بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیو مسلم کو گناہ چھوڑنے کے لیے کتنا ٹائم چاہیے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

نئے مسلمانوں کو گناہ کی عادتوں کو چھوڑنے کے لیے کتنا وقت چاہیے، مثلاً خنزیر کا گوشت کھانا، شراب پینا، جنس مخالف سے اختلاط، جوا وغیرہ۔

جواب

اسلام قبول کرنے کا تقاضا بھی یہ ہے کہ انسان اِس متوازن اور دینِ حنیف کو مکمل طور پر تسلیم کرے، کیونکہ کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرنا ایک ایسا اقرار ہے، جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنا حاکم اور اسلام کو اپنا دین مان کر اس کے تمام احکام بلا تفریق و تخصیص قبول کرتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے، تو اسی لمحے وہ شرعی احکام کا پابند ہوجاتا ہے اور اس پر اسلام کے تمام قوانین لاگو ہوجاتے ہیں، مامورات یعنی جن کاموں کو کرنے کا حکم ہے، ان میں تو مختلف احکام اپنے اپنے وقت پر لازم ہوتے ہیں، لیکن ممنوعات و محرمات کا حکم یہ ہے کہ انہیں فوراً چھوڑنا ضروری ہے، سوائے یہ کہ کوئی جان لیوا نہایت شدید قسم کی مجبوری و معذوری کی صورت ہو، تو شریعت مطہرہ عند الضرورۃ ممنوعات کو مباح قرار دیتی ہے۔

اہلِ ایمان کو اسلامی احکام پر عمل کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ ترجمہ: ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔“ **(پ02، البقرۃ: 208)** اس آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ دینِ اسلام کو اس کے مکمل احکام کے ساتھ قبول کرو، جب مسلمان ہو گئے، تو اب سیرت و صورت، ظاہر و باطن، عبادات و معاملات، میل جول، رہن سہن، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، لین دین، سب میں اپنے دین پر عمل کرو۔

اسلام قبول کرنے کے بعد نئے مسلمان کے لیے گناہوں بھری عادتیں چھوڑنے کے لیے کوئی مخصوص وقت مقرر نہیں، بلکہ لازم ہے کہ فوری طور پر انہیں چھوڑ دے اور ہر طرح کی نافرمانی سے بچے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾ ترجمہ: ”اور کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے، تو وہ بیشک صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔“ **(پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 36)**

معلوم ہوا کہ صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہے، بلکہ مسلمان ہونے کے بعد اسلامی احکام کو دل و جان سے قبول کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو احکامِ الٰہیہ کا پابند رکھنا اور خواہشاتِ نفسانیہ پر قابو رکھنا مسلمان کا شیوا ہے، دین

اسلام اپنے ماننے والوں کو یہی تو سکھاتا ہے، نیز دل میں آنے والی ہر خواہش درست بھی ہو ضروری نہیں، بلکہ وہی خواہشات درست ہیں جو خدائی احکامات سے نہ ٹکراتی ہوں اور اگر دل میں ایسی خواہش پیدا ہو بھی جائے، تو اُسے دبانے کا حکم ہے، ایسی ناجائز خواہشات کی تکمیل سے اجتناب کرنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہت بڑا انعام اور جزا ملنے کی خوشخبری ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى﴾ یعنی: اور رہا وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے۔ **(پارہ 30، سورۃ النازعات: 40، 41)**

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ ترجمہ: "اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔" **(پارہ 27، سورہ رحمن، الایۃ: 46)** آیتِ مقدسہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص قیامت کے دن اپنے رب کے حضور حساب کی جگہ میں کھڑے ہونے سے ڈر کر گناہوں کو چھوڑ دے اور فرائض کی بجا آوری کرے، تو اس کو دو جنتوں کی بشارت ہیں۔ اور اگر کوئی خوفِ خدا کی وجہ سے، رضائے الٰہی کے لیے گناہوں سے باز رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ایسی حلاوتِ ایمان نصیب فرمائے گا جو گناہوں کی لذت سے ہزاروں درجے بہتر ہوگی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إنك لا تدع شيئا اتقاء الله إلا بدلك الله مكانه خيرا منه" ترجمہ: بے شک تو اللہ سے ڈر کر جس چیز کو ترک کرے گا، تو اللہ تعالیٰ بدلے میں تجھے اس کی جگہ اس سے بہتر چیز عطا فرمائے گا۔ **(مسند الشهاب، 2، /179، ط: موسسۃ الرسالۃ)** ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا: "ان النظرة سهم من سهام ابليس مسموم من تركها مخافتی ابدلته ايمانا يجد حلاوته فی قلبه" یعنی بلاشبہ نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، پس جو میرے خوف سے اسے ترک کرے گا، میں اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ **(المعجم الکبیر، 173/10، حدیث: 10362)**

اور نئے مسلمان (New Muslim) کے لیے دین اسلام یہ عظیم خوشخبری دیتا ہے کہ جو اسلام قبول کرے، تو اس کے وہ تمام گناہ جو اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتا ہے بلکہ انہیں نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ مہربان خدا فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ **(پارہ 19، سورۃ الفرقان: 70)** **صحیح مسلم میں ہے کہ** حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرنے لگا، تو اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر پیچھے کھینچ لیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کی میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط ہے؟ تو میں نے عرض کی، مجھے معافی دی جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ **(مسلم، ملخصاً، حدیث 121)** ایسی عظیم خوشخبریاں پانے کے بعد بھی گناہوں کا سوچنا کسی صورت بھی دانشمندی نہیں، ضروری ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں بھری خواہشات سے دور رکھا جائے۔

مزید یہ کہ سوال میں ذکر کیے گئے گناہوں سے بچنے کا اسلام نے بہت مؤثر اور شاندار حل دیا ہے، مثلاً نامحرم عورتوں سے تعلقات، میل جول سے بچنے کے لیے شرعی تقاضوں کے مطابق نکاح کا راستہ اختیار کیا جائے، یہ وہ عظیم عبادت ہے، جو انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔ نکاح کرنے سے آدمی کا نصف ایمان محفوظ ہوجاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اذا تزوج العبد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی" یعنی جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا دین مکمل کرلیتا ہے اور اسے چاہیے کہ باقی آدھے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ **(شعب الایمان، 382/4، حدیث: 5486، بیروت)**

اسی طرح شراب چونکہ حرام اور نشہ آور چیز ہے جو انسانی عقل کو متاثر کرکے انسان کو مختلف برائیوں کی طرف لے جاتی ہے، اس لیے اس سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ اس کے مقابلے میں انسان کو چاہیے کہ پاکیزہ، مباح اور حلال مشروبات (drinks) اختیار کرے جو صحت اور طبیعت دونوں کے لیے مفید ہوں۔ اسی طرح خنزیر، جو کہ نہایت غلیظ اور نجس العین جانور ہے، اس کا گوشت چھوڑنا صرف شرعی حکم ہی نہیں بلکہ فطری، عقلی اور اخلاقی اعتبار سے بھی ضروری ہے۔ اس سے پرہیز کرنے میں جہاں اللہ کریم کی اطاعت ہے، وہیں انسانی صحت اور معاشرتی پاکیزگی کے بھی بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے بجائے حلال جانوروں اور پرندوں کا گوشت بہترین اور پاکیزہ انداز میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نومسلم کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ گناہوں سے بچنے کی مسلسل کوشش کرتا رہے اور ایسے اسباب اختیار کرے جو اسے گناہوں سے دور رکھیں۔ اپنے دل میں ان ہی خواہشات کو جگہ دے جو دینِ اسلام کے موافق ہوں، کیونکہ حقیقت میں یہی کمالِ اسلام ہے اور اسی کے ذریعے دین کی اصل روح حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یؤمن أحدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اُس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہوجائیں۔ **(شرح السنۃ للبغوی، 213/1، مطبوعہ بیروت)**

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: 10 شوال المکرم 1447ھ/30 مارچ 2026ء